فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین

(فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء برموقع جلسہ لجنہ اماء اللہ بمقام ۸ پارک روڈ دہلی)

تشہّد ،تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں جہاں جہاں انسان کی پیدائش کا ذکر آیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ پہلے ہم نے ایک نفس کو پیدا کیا پھر **خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا** [۱] پھر اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اِسی نفس سے جوڑا پیدا کرنے کے متعلق بائیبل نے یہ تشریح کی ہے کہ حضرت آدم کی پسلی کو چیر کر اس میں سے عورت نکالی گئی [۲] لیکن قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ حضرت آدمؑ کی پسلی کو چیر کر اس میں سے عورت کو پیدا کیا گیا بلکہ قرآن مجید کہتا ہے کہ **خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا** کہ اِس نفس سے ہی اُس کا جوڑا پیدا کیا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جنس سے ہی اللہ تعالیٰ نے عورت کو پیدا کیا مِنْ کے معنی یہاں جنس کے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ** [۳] کہ تم اپنے میں سے اُن لوگوں کو حاکم بناؤ جو تمہاری قسم میں سے ہیں اس جگہ کوئی شخص بھی **مِنْكُمْ** کے معنی یہ نہیں کرے گا کہ تم اُن لوگوں کو حاکم بناؤ جو تمہاری پسلیوں میں سے چیر کر نکالے گئے ہیں اور **مِنْكُمْ** کا لفظ صاف بتاتا ہے کہ اس جگہ مُراد یہ ہے کہ جو لوگ تمہاری قسم کے ہوں ۔جس قسم کے تمہارے حالات ہیں اسی قسم کے ان کے حالات ہیں اور جن چیزوں کی تمہیں ضرورت ہے اُن ہی چیزوں کی انہیں بھی ضرورت ہے وہ تمہارے جیسے انسان اور تمہارے سے جذبات ان میں بھی ہیں ،تمہاری ضرورت کو سمجھتے ہیں ان کی حکومت کو تسلیم کرو اور خیالی حاکم نہ تلاش کرو کہ نہ ملیں گے نہ مفید ہوں گے ۔قرآن کریم میں کثرت سے **مِنْهَا** اور **مِنْكُمْ** کے الفاظ آئے ہیں

لیکن اُس کے یہ معنی نہیں کہ ان چیزوں کو تمہاری پسلی کاٹ کر بنایا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس قسم کے تم ہو اُسی قسم کے وہ ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا کہ انسان کی قسم سے ہی اُس کی بیوی کو پیدا کیا اس سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قسم کے مردوں کے دل اور دماغ بنائے ہیں اُسی قسم کے عورتوں کے دل اور دماغ بنائے ہیں۔ پس وہاں پسلی کا ذکر نہیں بلکہ مردوں اور عورتوں کا آپس میں تشابہ اور ملتے جلتے ہونے کا ذکر ہے لیکن جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے بعض دَور ایسے آئے ہیں کہ مردوں نے عورتوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے روکنے کی کوشش کی اور بعض دَور ایسے آئے کہ عورتوں نے مردوں کو اُن کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے بعض دَور ایسے آئے کہ مردوں نے عورتوں کو ایک الگ مخلوق سمجھا اور بعض دور ایسے آئے کہ عورتوں نے مردوں کو ایک الگ وجود سمجھا لیکن قرآن کریم کے نزول سے یہ چیز مٹا دی گئی اور قرآن کریم نے خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا کہہ کر اس تفاوت کو مٹا دیا اور بتایا کہ عورتوں کی ویسی ہی ذمہ داریاں ہیں جیسی مردوں کی اور عورتوں میں ویسے ہی احساسات اور جذبات ہیں جیسے مردوں میں اور مرد اور عورت دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مردوں کے کام اور قسم کے ہیں اور عورتوں کے کام اور قسم کے، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عورتیں مردوں کی ذمہ داریوں کو سمجھ نہیں سکتیں۔ مردوں میں بھی کاموں اور پیشوں کا اختلاف ہوتا ہے کوئی تحصیلدار ہوتا ہے، کوئی تھانیدار ہوتا ہے، کوئی ڈاکٹر ہوتا ہے لیکن باوجود ان کے پیشوں کے اختلاف کے ان کے احساسات، ان کے جذبات اور ان کی ذمہ داریوں میں کوئی فرق نہیں۔ جس طرح ان کاموں کے اختلاف کی وجہ سے ان کے احساسات اور ان کے جذبات اور ان کی ذمہ داریوں میں فرق نہیں پڑتا اسی طرح عورت کے کام کے اختلاف کی وجہ سے اس کی ذمہ داریوں اور اس کے احساسات اور جذبات میں فرق نہیں ہوسکتا اگر فرق ہے تو صرف تقسیم عمل میں کہ بعض قسم کے کام مرد کے سپرد ہیں اور بعض قسم کے کام عورتوں کے سپرد ہیں لیکن ذمہ داری دونوں پر ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ [۳] کہ تم میں سے ہر ایک اپنے فرائض کے متعلق اور اپنی

ذمہ داریوں کے متعلق پوچھا جائے گا جس طرح گڈریے کا فرض ہے کہ وہ اپنی بھیڑوں کی حفاظت کرے اسی طرح ہر مرد و عورت اپنے کاموں کے متعلق ذمہ دار ہے۔ اگر عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بچوں کی نگرانی کرے اور خاوند کے گھر اور مال کی حفاظت کرے تو اس سے انہی چیزوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اگر مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کی پرورش کا انتظام کرے تو اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اسی طرح جو چیزیں نوکر کے سپرد تھیں اور جو کام نوکر کے سپرد تھے اس سے ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پس مردوں کا یہ خیال کرنا کہ عورتیں کسی قربانی میں حصہ نہ لیں اور دین کے کاموں سے علیحدہ رہیں اور اُن کے لئے کھلونا بنی رہیں یا عورتوں کا یہ سمجھنا کہ انہیں کسی قسم کی قربانی میں حصہ نہیں لینا چاہئے یہ دونوں نقطۂ نگاہ غلط ہیں جب تک ہماری عورتیں اور ہمارے مرد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کریں گے اور اِس اختلاف کو دُور کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اُس وقت تک کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ اسی اختلاف کو دُور کرنے کے لئے میں نے لجنہ اماء اللہ کی مجلس قائم کی اور لجنہ اماء اللہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیوں کی مجلس۔ جس طرح مرد کیلئے سب سے پسندیدہ نام عبداللہ ہے اِسی طرح عورت کیلئے سب سے پسندیدہ نام امۃ اللہ ہے۔ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوبیوں میں سے جس خوبی کا نام اللہ تعالیٰ نے لیا ہے وہ عَبْدُ اللّٰہِ ۵؎ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بندہ۔ گویا اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا سب سے بڑی خوبی ہے اسی طرح عورت کے لئے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی لونڈی ہو۔ جس طرح غلام پر فرض ہوتا ہو کہ وہ اپنے آقا کے تمام حکموں کو پورا کرے اسی طرح مَیں نے تمہیں یہ نام دے کر توجہ دلائی تھی کہ تم اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں بننے کی کوشش کرو۔ اس وقت تمہارے لئے موقع ہے کہ تم ایسے کام کرو جن سے تم اپنے آقا کو راضی کرلو اور جب تم اس کے سامنے جاؤ تو تم اس سے انعام کی امیدوار ہو۔ اور تمہارے لئے یہ بھی موقع ہے کہ تم اپنے فرائض کو پس پُشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی مورد بنو اور مجرم کی حیثیت میں اُس کے سامنے پیش ہو۔ اس شخص میں جو اللہ تعالیٰ سے انعام حاصل کرنے کے لئے پیش کیا جائے گا اور اس شخص میں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے مجرم کی حیثیت میں پیش ہوگا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک شخص جو بادشاہ کے سامنے مجرم کی حیثیت سے پیش

ہوتا ہے اور ایک جرنیل جو بادشاہ کے دربار میں انعام حاصل کرنے کیلئے پیش ہوتا ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جرنیل پر لوگ رشک کرتے ہیں لیکن مجرم کی حالت پر افسوس کرتے ہیں حالانکہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے لیکن ایک مجرم کی حیثیت میں ندامت سے اپنا سر جھکائے ہوئے تھا اور دوسرا اپنی کامیابی پر خوش تھا اور دنیا اُس پر رشک کرتی تھی۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور ان کے مطابق اپنے اندر بیداری پیدا کرو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اور دونوں کی ذمہ داریاں یکساں ہیں۔

جب ہم تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دو نبی ایسے ہیں جن کی تاریخ محفوظ ہے ان میں ایک نبی کی تاریخ بہت ہی محفوظ ہے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کی زندگی کے تمام حالات سچے طور پر محفوظ ہیں اور دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کی زندگی کے چند سالوں کے تفصیلی حالات موجود ہیں۔ ان کے زمانۂ نبوت کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں عورتوں نے قربانیوں میں بہت خاصہ حصہ لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے بعض عورتیں بھی تھیں جو اپنا دن رات تبلیغ میں صَرف کرتی تھیں۔ عیسائی عورتیں آج تک اُن عورتوں کی قربانی پر فخر کرتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کے تختے سے جب اُتارا گیا تو انہیں ایک قبر میں رکھا گیا جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی تھی کہ مَیں تین دن رات قبر میں رہنے کے بعد زندہ باہر نکلوں گا[۶] حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قبر سے باہر نکلے تو ان کے ملنے کے لئے عورتیں ہی پہلے وہاں پہنچیں مرد تو ڈر کے مارے بھاگ چکے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس صبح سویرے ہی مریم مگدلینی اور اس کے ساتھ دو اور عورتیں پہنچ گئیں اور وہ حکومت کے ڈر سے مرعوب نہ ہوئیں۔ اس موقع پر مردوں سے بڑھ کر عورتوں نے جو دلیری دکھائی اور ایمان کا نمونہ دکھایا عیسائی عورتیں اس پر فخر کرتی ہیں۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی عورتوں نے قربانی کا جو نمونہ قائم کیا اُس کی نظیر آج تک نہیں ملتی اور ان قربانیوں کو پڑھ کر ایک مسلمان کا دل وجد کرنے لگتا ہے کہ اس کی مائیں اور دادیاں کس شان کی عورتیں تھیں اور انہوں نے کیسا اعلیٰ معیار قربانی کا قائم کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والی یہ صحابیات عرب تھیں اور اس میں

بھی شبہ نہیں کہ اکثر مسلمان عرب نہیں لیکن مذہب کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحابیات ہر مسلمان کی مائیں اور دادیاں ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام مسلمانوں کا باپ قرار دیتا ہے [۷] اس لحاظ سے آپ صرف عرب کے مسلمانوں کے ہی باپ نہیں بلکہ آپ مسلمان پٹھانوں کے بھی باپ ہیں، مسلمان راجپوتوں کے بھی باپ ہیں، مسلمان جاٹوں کے بھی باپ ہیں بلکہ آپ ادنیٰ اقوام سے مسلمان ہونے والوں کے بھی باپ ہیں۔ ہر ایک شخص جو کلمہ پڑھتا ہے اس کے آپ باپ ہیں اسی طرح آپ کی صحابیات آپ کے زمانہ کے لوگوں کی مائیں اور بہنیں تھیں اور اِس زمانہ کے مسلمانوں کی دادیاں ہیں۔ جب ایک مسلمان ان واقعات کو پڑھتا ہے تو وہ محوِ حیرت ہو جاتا ہے کہ میری دادیاں کیسی شاندار قربانی کرنے والی تھیں۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں پر بہت مظالم ہوتے تھے اور مسلمانوں کو قسم قسم کے دکھ دیئے جاتے تھے ان مسلمانوں میں کچھ لوگ آزاد تھے اور کچھ غلام تھے جو لوگ غلام تھے اُن کو بہت زیادہ تکلیفیں دی جاتی تھیں اور وہ اکثر مصائب کا نشانہ بنے رہتے تھے لیکن آزاد مسلمانوں پر دشمنوں کا زور کم چلتا تھا اس لئے ان کو بہت زیادہ تکلیفیں نہ دے سکتے تھے۔ ان غلاموں میں دو میاں بیوی بھی تھے ان کا مالک اس قسم کے ظلم اُن پر کرتا تھا کہ اُن کو پڑھ کر انسان کا دل کانپنے لگتا ہے۔ ان کا مالک انہیں تپتی ریت پر لٹا دیتا اور ان کی چھاتیوں پر چڑھ کر کودتا اور انہیں دھوپ میں ڈال دیتا، ان کی آنکھیں سرخ ہو کر سُوج جاتیں اور اُسے ذرا بھی رحم نہ آتا۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے پاس سے گزرے آپ نے دیکھا کہ ان پر سخت ظلم ہو رہے ہیں ان کے مالک نے میاں بیوی کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا ہوا تھا اور انہیں سخت دُکھ دے رہا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا انکار کرو اور کہو کہ خدا کے سِوا اور معبود بھی ہیں [۸] جب ایک باپ اپنی اولاد کی یہ کیفیت دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ ماں باپ سے زیادہ محبت کرنے والے تھے یہ تکلیف کب برداشت کر سکتے تھے آپ کو سخت تکلیف ہوئی آپ اُن کے پاس کھڑے ہو گئے اور شاید ان کے لئے دعا کی اور خدا تعالیٰ سے ان کے متعلق خبر پائی اس پر اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا صبر کرو صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ

تکلیفیں بہت جلد دُور کرے گا اور تمہیں ان تکلیفوں سے نجات دے گا۔[9] اس کے دو تین دن بعد وہ مرد تو ان تکالیف کو برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے اس جہان سے کوچ کر گیا اور اُس عورت کو مالک نے نیزہ مار کر مار دیا۔

یہ لوگ غلام تھے آزاد خاندانوں میں سے نہ تھے اور غلاموں کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ ان کے ذہن بلند نہیں ہوتے، ان کی عقل معمولی نوکروں سے بھی کم ہوتی ہے کیونکہ وہ نسلاً بَعْدَ نَسْلٍ غلام چلے آتے ہیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آنے کی وجہ سے وہ ایسے ذہین اور بلند حوصلہ ہو گئے کہ انہوں نے ہر قربانی کی مگر خدائے واحد کی توحید کا انکار نہ کیا۔ انہی غلاموں میں سے حضرت بلالؓ بھی تھے جن کو ان کا مالک شدید سے شدید تکلیفیں دیتا تھا مگر میں تمہیں عورتوں کی مثالیں بتانا چاہتا ہوں ایک مثال اُوپر بیان کر آیا ہوں اور عورتوں کی قربانیوں کا کچھ اور ذکر تمہارے سامنے کرتا ہوں۔

مکہ میں جب تکلیفیں حد سے بڑھ گئیں اور دشمن شرارتوں میں دن بدن بڑھتے جا رہے تھے، جب تکلیفیں برداشت سے باہر ہو گئیں تو رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو مشورہ دیا کہ وہ ایبے سینیا کی طرف ہجرت کر جائیں۔ انہوں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! آپ تو یہاں تکلیفوں میں رہیں اور ہم دوسرے ملک میں جا کر آرام سے زندگی بسر کریں۔ آپ نے فرمایا! ابھی میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کرنے کی اجازت نہیں آئی تم ہجرت کر جاؤ جب مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت مل جائے گی تو میں ہجرت کروں گا۔[10] ان ہجرت کرنے والوں میں ایک عورت بھی تھی جو کہ اپنے خاوند کے ساتھ اُونٹوں پر صبح سویرے سامان لدوا رہی تھی حضرت عمرؓ اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے آپ پھرتے پھراتے اس رستہ سے گزرے۔ آپ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو آپ کی طبیعت پر اس نظارہ کا بہت گہرا اثر ہوا عربوں میں بے شک کفر تھا، گناہ تھا لیکن وہ بہادر تھے اور کمزور اور ضعیف پر اُن کا ہاتھ نہ اُٹھتا تھا حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ صبح صبح ایک عورت مکہ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے والی ہے تو آپ نے رِقّت بھری آواز میں اُس عورت سے پوچھا بی بی! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم سفر کی تیاری کر رہی ہو۔ اُس عورت نے کہا ہم نے یہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا ہے اب تمہاری تکلیفیں

برداشت سے باہر ہو گئی ہیں آخر ہم نے تمہارا کیا قصور کیا ہے؟ ہم یہی کہتے ہیں نا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے لیکن تم ہمیں اس سے بھی روکتے ہو اس لئے ہم جا رہے ہیں۔ یہ بے بسی اور بے کسی کا منظر دیکھ کر سنگدل عمر جس کے دل میں مسلمانوں کے لئے ذرا رحم نہ تھا اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا۔ اچھا بی بی تمہارا خدا حافظ یہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔[۱۱]

پس عورتوں نے وطن چھوڑے، ماریں بھی کھائیں اور موت کو بھی قبول کیا لیکن خدائے واحد کے نام کو چھپانا پسند نہ کیا۔ یہ عورتیں بھی تمہارے جیسی عورتیں تھیں جس طرح تمہارے سینوں میں دل ہیں ان کے سینوں میں بھی دل تھے، جس طرح تمہاری اولادیں ہیں ان کی بھی اولادیں تھیں لیکن خدا کے رستے میں انہوں نے ہر چیز قربان کر دی۔

حضرت عمرؓ کی بہن بھی عورت ہی تھیں جن کے ذریعے حضرت عمرؓ کو تبلیغ ہوئی۔ حضرت عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ہاتھ میں تلوار لے کر باہر نکلے کسی نے پوچھا کہ عمر کہاں جا رہے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو قتل کر کے تمہیں کیا ملے گا اگر تم اسے قتل کرو گے تو اس کا خاندان تمہیں اور تمہارے خاندان کو قتل کر دے گا اس لئے بہتر ہے کہ پہلے تم اپنے خاندان کی خبر لو تمہاری اپنی بہن مسلمان ہو چکی ہے تم دوسروں کو کیا کہتے ہو۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر سیدھے اپنی بہن کے گھر کی طرف آئے جس وقت حضرت عمرؓ ان کے گھر پہنچے اُس وقت ایک صحابیؓ ان کی بہن اور بہنوئی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دروازہ پر دستک دی آپ کی بہن اور بہنوئی نے صحابی کو چھپا دیا اور قرآن کریم کے پرچے بھی چھپا دیئے۔ جب حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے تو آپ نے اپنی بہن سے پوچھا کیا چیز تھی جو تم پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا قرآن تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تمہیں کون پڑھا رہا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا تعلق۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا سنا ہے تم صابی ہو گئے ہو اور یہ کہہ کر اپنے بہنوئی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے۔ جب آپ نے ہاتھ اُوپر اُٹھا کر بازوؤں کو زور سے حرکت دی تو ان کی بیوی کو یہ دیکھ کر کہ ان کا خاوند اسلام لانے کی وجہ سے پٹنے لگا ہے جوش آ گیا اور وہ دَوڑ کر حضرت عمرؓ اور اپنے خاوند کے درمیان آ کر کھڑی ہو گئیں اور کہا ہاں ہاں ہم مسلمان ہو گئے ہیں مارنا چاہتے ہو تو

بے شک مارلو۔ عمرؓ کا ہاتھ بلند ہو چکا تھا اور زور سے گھوم کر نیچے کی طرف آ رہا تھا اب اُس ہاتھ کو روکنا خود عمر کے اختیار میں بھی نہ تھا چنانچہ بازو زور سے جنبش کھا کر نیچے گرا اور حضرت عمرؓ کی بہن کے منہ پر اس زناٹے سے آ کر لگا کہ کمرہ گونج گیا۔ حضرت عمرؓ کی بہن کے ناک سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا اور وہ عمر جو ابھی اپنے بہنوئی کو مار مار کر زمین پر لٹا دینے کے لئے تیار ہو رہا تھا حیرت زدہ ہو کر اس نظارہ کو دیکھنے لگا وہ لاکھ ظالم تھا، کافر تھا مگر عرب کے ایک شریف خاندان کا چشم و چراغ تھا اُس کی ہمت اور اُس کی بہادری کی عمارت متـــنـــزلـــزل ہوگئی اچانک اپنے آپ کو ایک مجرم کی حیثیت میں کھڑا پایا اُس نے ایک عورت پر ہاتھ اُٹھایا تھا وہ اپنی بہن کے خون بہانے کا مجرم تھا جس کی حفاظت اس کا اوّلین فرض تھا اس گھبراہٹ میں عمرؓ کو اس کے سِوا اور کچھ نہ سُوجھا کہ نہایت مسکینی کے ساتھ اپنی بہن سے بولے بہن! لاؤ وہ کلام جو تم لوگ سُن رہے تھے مَیں بھی اسے پڑھوں گا۔ عمرؓ کی بہن کے ایمان کا شعلہ اب بھڑک چکا تھا اب وہ عورت نہ تھی ایک شیرنی تھی اب عمرؓ ایک مرد نہ تھا ایک گیدڑ تھا جو شیر کے حملہ کا انتظار کر رہا ہو۔ بہن نے کہا کیا تم قرآن کو ہاتھ لگا سکتے ہو تم جو پاک اور ناپاک کا فرق نہیں کر سکتے مَیں ہرگز تمہیں قرآن کریم کو ہاتھ لگانے نہ دوں گی۔ عمرؓ نے جو اپنی ظالمانہ کرتوت کی ندامت کے اثر سے بھیگی بلی بنے سامنے کھڑے تھے لجاجت کرتے ہوئے بہن سے کہا کہ بہن میں کیا کروں جس سے قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے قابل بن جاؤں۔ بہن نے کہا وہ سامنے غسل خانہ ہے وہاں جاؤ اور غسل کر کے آؤ پھر قرآن کریم کو ہاتھ لگانے دوں گی۔ عمرؓ خاموشی سے وہاں گئے اور غسل کیا پھر بہن کے سامنے آئے اب بہن کے دل میں بھی امید کی شعاع پیدا ہونے لگی اور اُس نے دھڑکتے دل سے سوچنا شروع کیا کہ شاید میرا کافر بھائی اسلام کی روشنی سے حصہ پالے اور کانپتے ہاتھوں سے قرآن کے وہ ورق جس کا سبق میاں بیوی لے رہے تھے عمرؓ کے ہاتھ میں دیئے۔ عمرؓ نے قرآن کریم کو آج پہلے دن اس حالت میں پڑھا کہ ان کا دل تعصب سے آزاد تھا ابھی چند آیات ہی پڑھی تھیں کہ قرآن کریم نے ان کے دل کو رام کرنا شروع کیا کچھ آیتیں اور پڑھیں تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کچھ اور آگے بڑھے تو اپنے کفر سے گھن آنے لگی اپنی سابق زندگی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے کچھ اور آیتیں پڑھیں تو دل ہاتھ سے جاتا رہا دیوانہ وار

اُٹھے اور بہن سے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہاں رہتے ہیں؟ بہن بھائی کو محبت کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور اس کے دل سے دعائیں نکل رہی تھیں کہ کاش! میری ماں کا جایا دوزخ سے نجات پائے اتنے میں کان میں آواز آئی بہن! محمد کہاں رہتے ہیں؟ بھائی کی محبت کو اس آواز نے ہوا میں اُڑا دیا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اب پورے جوش سے اس کے دل کے فوارہ سے پھوٹنے لگی۔ اس نے سوچا اگر عمرؓ کا یہ جوش عارضی ہوا، اگر اس کے دل میں بدنیتی کے خیال پوشیدہ ہوں، اگر اس نے میرے محبوب محمدؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہو تو پھر مَیں کیا کروں گی؟ اُس نے عمرؓ کے اسلام کے خیال کو دماغ کے پچھلے خلیوں میں دھکیل دیا اور محمد رسول اللہ کی محبت کے جوش سے متوالی ہو کر عمرؓ کا گریبان پکڑ لیا اور اس دیوانگی سے جسے محبت کے سِوا اور کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتی چلائی خدا کی قسم! میں تم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جانے دونگی پہلے تم قسم کھاؤ کہ تم کسی بدارادہ سے نہیں جا رہے۔ عمرؓ نے بہن کی طرف مسکین نگاہوں سے دیکھا جس طرح مرغِ بسمل ذبح کے وقت دیکھتا ہے اور کہا بہن! میں مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔ یہ کلام کیا تھا مُردہ بہن کو زندہ کرنے والا تھا۔ اس نے عمرؓ کا گریبان چھوڑ دیا اور اپنے خدا کا شکریہ ادا کیا جس نے بچھڑے ہوئے بھائی کو پھر سے بہن کو ملا دیا۔ جس نے خطاب کے گھرانہ کی دوزخ کو جنت سے بدل دیا اور کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمِّ ہانی کے گھر پر ہیں اور عمرؓ خاموشی سے اس گھر کی طرف چل پڑے۔ جب آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکان پر پہنچے اور دستک دی تو صحابہؓ نے دروازوں کی دراڑوں میں سے دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتایا کہ باہر عمرؓ تلوار لئے کھڑے دستک دے رہے ہیں اور مشورہ دیا کہ اِس وقت دروازہ کھولنا مناسب نہ ہوگا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں تم دروازہ کھول دو۔ حضرت عمرؓ اسی طرح تلوار لئے اندر داخل ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آگے بڑھے اور عمرؓ کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور فرمایا عمر! تمہارے بدارادے ابھی تک بدلے نہیں؟ حضرت عمرؓ نے آنکھیں نیچی کر لیں اور کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں کسی بدارادے سے نہیں آیا بلکہ آپ کے غلاموں میں شامل ہونے آیا ہوں۔ ان کلمات کا سننا تھا کہ مسلمانوں نے جوش سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا نعرہ بلند کیا جس سے مکہ کی فضا ایک سرے سے

دوسرے سرے تک گونج گئی۔[۱۲] اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا اسلام لانا ایک عورت کی تبلیغ اور قربانی کے نتیجہ میں تھا اور جو جو کام حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کے بعد کئے ان میں حضرت عمرؓ کی بہن برابر کی شریک تھیں کہ آپ کے اسلام لانے کا وہی موجب ہوئیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہجرت کی تحریک کرنے کے لئے جو وفد مدینے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وفد میں ایک عورت بھی تھی جو اصرار کے ساتھ اس وفد میں شامل ہوئی تھی یہ وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رات کے ایک بجے ملا اُس وقت بھی وہ عورت اس وفد کے ساتھ تھی۔ اس وفد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ جب بھی ہجرت کریں تو مدینہ تشریف لائیں۔ یہ عورت اس جوش اور اخلاص کی مالک تھی کہ ہمیشہ جہاد میں حصہ لیتی اور اپنی اولاد کی اس طرح تربیت کی کہ وہ اسلام کے جانثار سپاہی ثابت ہوئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کا ارادہ کیا اُس وقت بھی آپ کی ہجرت میں ایک عورت نے خاص طور پر حصہ لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے مکہ سے روانگی کے وقت آخری کھانا حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن اسماء نے بنایا اُس زمانے میں کپڑے بہت کم ہوتے تھے عورتوں کے پاس ایک ہی بڑی سی چادر ہوتی تھی جس کو وہ ساڑھی کی طرح اپنے اِردگرد لپیٹ لیتی تھیں بہت سے مردوں کو ایسی چادر بھی نہیں ملتی تھی وہ صرف تہہ بند ہی باندھتے تھے حضرت اسماء جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کھانا باندھنے لگیں تو انہیں کوئی کپڑا نہ ملا انہوں نے اپنی ساڑھی سے ہی ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس میں کھانا باندھا اور ساڑھی کے پھٹ جانے کی وجہ سے جہاں سے کپڑا پھاڑا تھا وہاں دو ٹکڑے ہو گئے وہ ایک ٹکڑے کو کمر کے گرد لپیٹ لیا کرتی تھیں اس وجہ سے ان کا نام ذَاتُ النِّطَاقَتَیْنِ پڑ گیا[۱۳] عام طور پر ایسی پھٹی ہوئی ساڑھی لونڈیاں باندھتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ایک موقع پر عبداللہ بن زبیر کو کسی شخص نے کہا کہ وہ ذَاتُ النِّطَاقَتَیْنِ کے بیٹے ہیں یعنی ایک لونڈی کے۔ ایک صحابیؓ نے جب یہ سنا تو اُس نے کہا تمہیں یہ طعنہ دیتے ہوئے خیال نہیں آیا کہ اس کی ماں کو ذَاتُ النِّطَاقَتَیْنِ کیوں کہا جاتا تھا؟ جس لباس کے نام کی وجہ سے تم اسے لونڈی کا طعنہ دیتے ہو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی ساڑھی

کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا باندھا تھا۔ پس یہ طعنہ نہیں یہ اس کی ماں کی فضیلت کی دلیل ہے [۱۴] جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو جیسی مردوں کو خوشی تھی ویسی ہی عورتوں کو خوشی تھی مدینہ کی عورتیں دیوانہ وار گیت گاتی ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کو نکلیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھیں کہ اس نے ان کے لئے ثَنِیَّۃِ الْوِدَاع سے چاند چڑھا دیا ہے وہ والہانہ طور پر یہ شعر گاتی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّۃِ الْوِدَاعِ [۱۵]

اے لوگو! دیکھو تو لوگوں کا چاند مشرق سے نکلتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارا چاند ثنیۃ الوادع سے چڑھا دیا ہے۔ اس کے بعد مدینہ کی مسلمان عورتوں نے اپنی متواتر قربانیوں سے شاندار مثالیں قائم کیں۔ قربانی کی وہ مثالیں جو صحابیات نے قائم کیں ان کی نظیر آج تک کسی قوم کی عورت میں نہیں ملتی۔

اُحد کی جنگ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر پھیل گئی اور جب کمزور اور بُز دل لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ کر مدینہ کی طرف آ رہے تھے مدینہ کی عورتیں اُحد کے میدان کی طرف دیوانہ وار دوڑی جاتی تھیں اور بعض عورتیں تو میدانِ جنگ تک جا پہنچیں۔ ایک عورت کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ میدانِ جنگ میں پہنچیں تو انہوں نے ایک مسلمان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت کے متعلق پوچھا تو اُس شخص نے جواب دیا کہ بی بی! تمہارا باپ مارا گیا ہے۔ اُس نے کہا مَیں تم سے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھ رہی مَیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھتی ہوں۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس شخص نے اس کے باپ، بھائی، بیٹا اور خاوند چاروں کے مرنے کی اطلاع اُسے دی اور بعض روایات میں آتا ہے کہ اس نے اسکے تین رشتہ داروں یعنی باپ، بھائی، اور خاوند کے مرنے کی اطلاع دی لیکن ہر دفعہ اس عورت نے یہی کہا کہ مَیں تم سے رشتہ داروں کے متعلق نہیں پوچھتی مَیں تو یہ پوچھتی ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیریت سے ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ میدانِ جنگ کی طرف بھاگ پڑی اور وہ فقرہ جو وہ کہتی تھی اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی محبت تھی وہ اُحد کے میدان کی طرف دَوڑی جاتی تھی اسے جو سپاہی ملتا اُسے

کہتی مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) ارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کیا کیا۔ یہ فقرہ خالص طور پر عورتوں کا فقرہ ہے کوئی مرد اپنے پاس سے یہ فقرہ نہیں بنا سکتا کیونکہ جب کسی عورت کا بچہ یا اُس کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ کہتی ہے ارے تم نے یہ کیا کیا تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ پس یہ فقرہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کیا کیا، ایک زنانہ آواز ہے اور کوئی مؤرخ ایسا جھوٹا فقرہ نہیں بنا سکتا کیونکہ عورتوں کے سِوا یہ فقرہ کسی اور کے منہ سے نہیں نکل سکتا وہ عورت یہ کہتی جاتی تھی کہ

ہائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کیا کیا کہ آپ شہید ہو گئے اور ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ اسے صحابیؓ کے بتا دینے پر بھی تسلی نہ ہوئی اور اصرار کیا کہ تم مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے چلو۔ جب اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نظر آئے تو وہ بھاگتی ہوئی آپ کے پاس پہنچی اور آپ کا دامن پکڑ لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا باپ اور تیرا بھائی اور تیرا خاوند لڑائی میں مارے گئے۔ اُس عورت نے جواب دیا جب آپ زندہ ہیں تو مجھے کسی اور کی موت کی پرواہ نہیں۔[۱۶]

یہ وہ عشق تھا جو ان عورتوں کو پروانہ وار قربانیوں کے میدان میں کھینچے لئے آتا تھا جو عہد انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا اس کو سچا کر دکھایا۔ جنگ سے واپسی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری کی باگ حضرت سعد بن معاذؓ پکڑے ہوئے فخر سے چلے آرہے تھے جنگ میں آپ کا بھائی بھی مارا گیا تھا مدینہ کے قریب پہنچ کر حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کو آتے ہوئے دیکھا اور کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! میری ماں آرہی ہے حضرت سعدؓ کی والدہ کی عمر اَسّی بیاسی سال کی تھی، آنکھوں کا نور جا چکا تھا، دھوپ چھاؤں مشکل سے نظر آتی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر وہ بڑھیا بھی لڑکھڑاتی ہوئی مدینہ سے باہر نکلی جا رہی تھی۔ حضرت سعدؓ نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میری ماں آرہی ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری سواری کو ٹھہرا لو۔ جب آپ اس بوڑھی عورت کے قریب آئے تو اُس نے اپنے بیٹوں کے متعلق کوئی خبر نہیں پوچھی، پوچھا تو یہ پوچھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں؟ حضرت سعدؓ نے جواب دیا آپ کے سامنے ہیں اس بوڑھی عورت نے اوپر نظر اُٹھائی اور اس کی

کمزور نگاہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرے پر پھیل کر رہ گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بی بی! مجھے افسوس ہے تمہارا جوان بیٹا اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ بڑھاپے میں کوئی شخص ایسی خبر سُنتا ہے تو اس کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں لیکن اس بڑھیا نے کیسا محبت بھرا جواب دیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مجھے تو آپ کی خیریت کا فکر تھا۔ [۱۷]

یہی وہ عورتیں تھیں جو اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں مردوں کے دوش بدوش چلتی تھیں اور یہی وہ عورتیں تھیں جن کی قربانیوں پر اسلامی دنیا فخر کرتی ہے۔ تمہارا بھی دعویٰ ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائی ہو اور حضرت مسیح موعودؑ رسول کریم کے بروز ہیں گویا دوسرے لفظوں میں تم صحابیات کی بروز ہو لیکن تم صحیح طور پر بتاؤ کہ کیا تمہارے اندر دین کا وہی جذبہ موجزن ہے جو صحابیات میں تھا، کیا تمہارے اندر وہی نور موجود ہے جو صحابیات میں تھا، کیا تمہاری اولادیں ویسی ہی نیک ہیں جیسی صحابیات کی تھیں؟ اگر تم غور کرو گی تو تم اپنے آپ کو صحابیات سے بہت پیچھے پاؤ گی۔ صحابیات نے جو قربانیاں کیں آج تک دنیا کے پردے پر اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی قربانیاں جو انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر کیں اللہ تعالیٰ کو ایسی پیاری لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اُن کو کامیابی عطا کی اور دوسری قومیں جس کام کو صدیوں میں نہ کر سکیں ان کو صحابہؓ اور صحابیات نے چند سالوں کے اندر کر کے دکھا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے جب مدینہ پہنچے اس وقت آپ تنہا تھے آپ ایک بے کس اور بے بس وجود تھے لیکن ابھی آٹھ سال نہیں گزرے تھے کہ آپ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ آٹھ سال کے اندر اندر مردوں اور عورتوں نے ایسے رنگ میں قربانیاں کیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ان کیلئے جوش میں آیا اور ان پر کامیابی کے دروازے کھول دیئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے وقت تمام عرب میں اسلام پھیل چکا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحابیات ہر قربانی پر آپ سے یہ عرض کرتی تھیں کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کیا ان قربانیوں میں ہمارا حصہ نہیں؟ مرد ہر میدان میں قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں لیکن ہم جہاد وغیرہ میں حصہ نہیں لے سکتیں آپ ہمیں کیوں اس میں حصہ نہیں لینے دیتے۔ [۱۸]

اُس زمانہ کی عورتیں قربانی کے کام کر کے مردوں کا مقابلہ کرتی تھیں اور آج کل کی عورتیں اپنے نکمّے پن سے مردوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ جنگ کے لئے جانے لگے تو ایک صحابیہ بھی لشکر میں آ شامل ہوئی، جب صحابہؓ نے اس کو منع کیا تو اس عورت نے کہا کیوں، ہم کیوں نہ جائیں کیا ہم پر اسلام کی خدمت فرض نہیں؟ اس کا یہ جواب سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا اسے بھی ساتھ لے چلو اور زخمیوں کو پانی پلانے اور اُن کی مرہم پٹی کرنے کا کام اُس کے سپرد کر دیا۔[۱۹] فتح کے بعد جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو مالِ غنیمت میں اس عورت کا حصہ ایک مرد کے برابر رکھا گیا۔اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ جنگ کے لئے جاتے تو کچھ عورتوں کو بھی ساتھ لے جاتے جو نرسنگ کا کام کرتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ اکثر دفعہ آپ کی بیویاں بھی جنگ میں شامل ہوتیں اور نرسنگ کا کام کرتیں۔ جنگِ اُحد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ بھی شامل تھیں۔کوئی جنگ ایسی نہیں جس میں صحابیات پیچھے رہی ہوں اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جہاں مؤمن مردوں کا ذکر کرتا ہے وہاں مقابل میں عورتوں کا بھی ذکر کرتا ہے اگر یہی جذبہ آج ہماری عورتوں میں بھی پیدا ہو جائے تو احمدیت بہت جلد ترقی کرنے لگے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ تبلیغ کرنا اور اسلام کے لئے قربانی کرنا صرف مردوں کا کام ہے ہمارا کام صرف کھانا پکانا اور بچوں کو پالنا ہے۔تم میں سے کتنی ہیں جو باقاعدہ طور پر تبلیغ کرتی ہیں؟ میرا خیال ہے کہ عورتوں کی تبلیغ سے ہزار میں سے ایک عورت بھی ایسی نہیں جو کسی احمدی عورت کی تبلیغ کی وجہ سے احمدی ہوئی ہو۔اکثر عورتیں ایسی ہیں کہ جن کے خاوند احمدی ہوئے اور وہ احمدی ہوگئیں یا جن کے بھائی احمدی ہوئے اور وہ احمدی ہوگئیں یا جن کے باپ احمدی ہوئے اور وہ احمدی ہوگئیں یا جن کے بیٹے احمدی ہوئے اور وہ احمدی ہوگئیں ان عورتوں کا ایمان مرہونِ منت ہے مردوں کا۔ تمہارے ہمسایہ میں ہزاروں ہزار عورتیں رہتی ہیں مرد عورتوں کو تبلیغ نہیں کر سکتے عورتیں ہی عورتوں کو تبلیغ کر سکتی ہیں اگر تم اپنے فرض کو سمجھو اور ہر سال دہلی میں دو چار سَو مرد مردوں کی تبلیغ کے ذریعے احمدیت میں داخل ہوں اور دو چار سَو عورتوں کی تبلیغ کے ذریعے احمدیت میں داخل

ہوں تو یہ دو چار سَو مرد اور دو چار سَو عورتیں ہی صرف احمدیت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ ان کے ساتھ ان کے بھائی، بہنیں اور بیٹے اور بچے بھی احمدیت میں داخل ہوں گے اور اس طرح تبلیغ کی رفتار دُگنی ہو جائے گی۔ لیکن مَیں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے کبھی تبلیغ کے لئے اپنے دل میں درد محسوس کیا ہے اور کیا کبھی تم نے یہ سمجھنے کی کوشش بھی کی ہے کہ احمدیت میں داخل ہونے کی وجہ سے تم پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ احمدیت اس کا نام نہیں کہ چند روپے چندہ دے دیا یا منہ پر پانی کے چند چھینٹے ڈالے اور وضو کر کے دو چار سجدے اور رکوع کر دیئے بلکہ احمدیت اللہ تعالیٰ سے ایسے تعلق کا نام ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے بندے کا اتصال ہو جائے اور بندہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور محبوبوں میں شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فرق نہیں کرتا اُس کا دروازہ ہر ایک بندے کے لئے کھلا ہے لیکن ضرورت اِس بات کی ہے کہ بندہ اپنے اندر یہ تڑپ پیدا کرے کہ مَیں اللہ تعالیٰ سے ملے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور میری زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں جس طرح مردوں نے قربانیاں کی اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد بنے اسی طرح جن عورتوں نے اللہ تعالیٰ کے رستے میں قربانیاں کیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی مورد بنیں بلکہ وہ بعض باتوں میں مردوں سے بھی آگے نکل گئیں۔ تفقّہ میں جو درجہ حضرت عائشہؓ کو حاصل ہے وہ کسی مرد کو حاصل نہیں۔

آج خاتم النبیینؐ کا مسئلہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان مَابِہِ النّزاع مسئلہ ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ کے تابع نبی آ سکتے ہیں لیکن غیر احمدی یہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہے اور کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور اسی اختلاف کی وجہ سے سالہا سال سے ہمارے اور ان کے درمیان یہ جھگڑا چلا آتا ہے اس جھگڑے کو ایک عورت نے کیا اچھا حل کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے کچھ لوگوں کو باتیں کرتے سُنا جو خاتم النبیین کی جگہ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ کے الفاظ پر زور دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ان کی باتیں سُنیں تو فرمایا۔ (قُولُوْا اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْ لُوْالَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ) [۲۰] تم یہ تو بے شک

کہو کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ آپ نے یہ فقرہ کہہ کر اُن لوگوں پر واضح کر دیا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں کہ آپ کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔ حضرت عائشہؓ نے اس خطرہ کو محسوس کیا کہ لوگ اس غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ آپ یہ جانتی تھیں کہ خود رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے اور قرآن کریم میں آپ کے متعلق یہ پیشگوئی ہے کہ آپ کی بعثت دوبارہ ہوگی اور آپ یہ بھی جانتی تھیں کہ مُردے دوبارہ زندہ نہیں ہوتے اور آپ کی اس بعثت سے مراد آپ کا بروز ہے۔ حضرت عائشہؓ اس بات کو سمجھ گئیں لیکن بعض دوسرے جلیل القدر صحابہؓ اس بات کو نہ سمجھ سکے۔ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول بھی اس قسم کا ہے لیکن حضرت عائشہؓ کا قول سب سے زیادہ زوردار ہے۔ حضرت علیؓ کے بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کو ایک شخص پڑھایا کرتا تھا حضرت علیؓ ایک دفعہ اپنے بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے سنا کہ آپ کے بچوں کو اُن کا اُستاد خَاتِمَ النَّبِیِّین پڑھا رہا تھا حضرت علیؓ نے فرمایا میرے بچوں کو خَاتِمَ النَّبِیِّین نہ پڑھاؤ بلکہ خَاتَمَ النَّبِیِّین پڑھایا کرو۔ یعنی بے شک یہ دونوں قراءتیں ہیں لیکن میں خَاتَمَ النَّبِیِّین کی قراءت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ خَاتَمَ النَّبِیِّین کے معنی ہیں نبیوں کی مُہر اور خَاتِمَ النَّبِیِّین کے معنی ہیں نبیوں کو ختم کرنے والا، میرے بچوں کو تا کی زبر سے پڑھایا کرو۔[۲۱]

آج ہر مسلمان خواہ وہ عالم ہو یا جاہل ہو احمدیوں کے سِوا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا لیکن آج سے تیرہ سَو سال قبل حضرت عائشہؓ نے اِس غلطی کو تاڑ لیا اور بہت زوردار لفظوں میں اِس کی تردید کی۔ کتنا عظیم الشان حل ہے جو حضرت عائشہؓ نے پیش کیا۔ اِسی قسم کی اَور بہت سی مثالیں ہیں اور بہت مواقع ہیں جن میں عورتیں مردوں پر سبقت لے گئیں۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک لشکر جنگ کے لئے بھیجا اور اس کا سردار حضرت زیدؓ کو بنایا۔ حضرت زیدؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام تھے جن کو آپ نے آزاد کر دیا تھا، آزاد ہونے کے بعد حضرت زیدؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کیا، حضرت زیدؓ کے چچا اوران کے والد ان کو لینے کے لئے آئے، اُنہوں

نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ آپ زیدؓ کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں، اس کی والدہ روتے روتے اندھی ہوگئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں زید کو آزاد کر چکا ہوں اور اس کو میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ خوشی کے ساتھ تمہارے ساتھ چلا جائے۔ آپ نے زید کو بلایا اور فرمایا کہ دیکھو! تمہارا باپ اور تمہارا چچا تمہیں لینے آئے ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ حضرت زیدؓ اصل میں آزاد خاندان سے تعلق رکھتے تھے اُن کو بچپن میں عیسائی ڈاکو پکڑ کے لے گئے تھے اور کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ آخر بِکتے بِکتے وہ حضرت خدیجہؓ کے ہاتھ بِک گئے تھے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے شادی ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے یہ غلام آپ کی نذر کر دیا اور رسول کریم ﷺ نے اُسے آزاد کر دیا۔ حضرت زیدؓ کے والد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جتنا روپیہ لینا چاہتے ہیں لے لیں اور زید کو آزاد کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَیں تو اُس کو پہلے ہی آزاد کر چکا ہوں اور اُسے میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ تمہارے ساتھ چلا جائے۔ آپ نے زید کو فرمایا کہ تمہارے ماں باپ کو تمہاری جُدائی کی وجہ سے صدمہ ہے اَب تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ لیکن حضرت زیدؓ نے کہا آپ بے شک مجھے آزاد کر چکے ہیں لیکن مَیں اپنے آپ کو آزاد نہیں سمجھتا مَیں آپ کو کسی حالت میں بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اور آپ مجھے ماں باپ سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ پھر اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنی ماں سے بہت محبت ہے میری ماں کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ مجھے تیری محبت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ جب حضرت زیدؓ نے اپنے باپ کو یہ جواب دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دل محبت سے بھر گیا اور آپ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ لوگو! سُن لو آج سے زیدؓ میرا بیٹا ہے[۲۲] اُس وقت تک ابھی متبنّٰی کی رسم جاری تھی اور اُس کے امتناع کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ وہ لشکر جس کا مَیں نے اُوپر ذکر کیا ہے اُس کا افسر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی زیدؓ کو مقرر کیا تھا مگر ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ مَیں اِس وقت زید کو لشکر کا سردار بناتا ہوں اگر زید لڑائی میں مارے جائیں تو ان کی جگہ جعفرؓ لشکر کی کمان کریں، اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحؓ کمان کریں، اگر

وہ بھی مارے جائیں تو پھر جس پر مسلمان متفق ہوں وہ فوج کی کمان کرے۔[۲۳] جس وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا اُس وقت ایک یہودی بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا میں آپ کو نبی تو نہیں مانتا لیکن اگر آپ سچے بھی ہوں تو ان تینوں میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر نہیں آئے گا کیونکہ نبی کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ وہ یہودی حضرت زیدؓ کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ اگر تمہارا رسول سچا ہے تو تم زندہ واپس نہیں آ ؤ گے۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا مَیں زندہ آ ؤں گا یا نہیں آ ؤں گا اِس کو تو اللہ ہی جانے مگر ہمارا رسول ﷺ ضرور سچا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہ واقعہ بالکل اسی طرح پورا ہوا۔ پہلے حضرت زیدؓ شہید ہوئے اور ان کے بعد حضرت جعفرؓ نے لشکر کی کمان سنبھالی وہ بھی شہید ہو گئے اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواح نے لشکر کی کمان سنبھالی لیکن وہ بھی مارے گئے اور قریب تھا کہ لشکر میں انتشار پیدا ہو جاتا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعض مسلمانوں کے کہنے سے جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ مسلمانوں کو فتح دی اور وہ خیریت سے لشکر کو واپس لے آئے۔

جب یہ لشکر مدینہ پہنچا تو جو مسلمان جنگ میں شہید ہوئے تھے ان کے رشتہ داروں نے ان پر واویلا کرنا شروع کیا۔ اُس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محسوس کیا کہ جعفرؓ کے گھر میں سے چیخنے چلانے کی آوازیں نہیں آتی تھیں شاید اس وجہ سے کہ حضرت جعفرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے اِس لئے ان کے گھر والے شریعت کے زیادہ واقف تھے اور انہوں نے صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا یا اِس وجہ سے کہ بوجہ مہاجر ہونے کے گھر میں صرف اُن کی بیوی ہی تھیں اَور کوئی ہمدرد نہ تھا۔ اُس وقت سارے مدینے میں ایک کہرام مچا ہوا تھا اور عورتیں اپنے اپنے رشتہ داروں پر رو رہی تھیں لیکن جعفرؓ کا گھر سنسان پڑا تھا۔ غرض اِس فرق کو دیکھ کر آپ کے منہ سے یہ فقرہ نکلا کہ جعفر پر رونے والا کوئی نہیں۔ آپ کے منہ سے اِس فقرہ کا نکلنا تھا کہ صحابہؓ کے سر ندامت کے مارے جھک گئے اور اُن میں سے کئی مجلس سے اُٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو گئے اور اپنی بہنوں اور بیویوں سے کہا تم یہاں کیا کر رہی ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ سب لوگ اپنے رشتہ داروں پر رو رہے ہیں لیکن جعفرؓ کے گھر میں رونے والا کوئی نہیں۔ یہ بات سنتے ہی مدینے کی تمام عورتیں حضرت جعفرؓ کے گھر جمع ہو گئیں (اُس وقت عربوں

میں بَین کرنے کا رواج موجود تھا اور ابھی تک اس کی ممانعت نہیں ہوئی تھی) عورتوں نے زور زور سے رونا اور پیٹنا شروع کیا ان کے رونے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مدینہ میں ایک کہرام مچ گیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شور سن کر صحابہؓ سے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے؟ صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ! آپ نے جو کہا تھا کہ جعفرؓ کے گھر میں رونے والا کوئی نہیں آپ کے اس فقرہ کو سن کر تمام مدینہ کی عورتیں جعفرؓ کے گھر جمع ہوگئیں ہیں وہ جعفرؓ پر رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا یہ مطلب تو نہیں تھا مَیں رونے کو پسند نہیں کرتا جاؤ اور اُن کو منع کرو۔ لیکن اَب عورتیں بھی اِس جذبہ کے ماتحت رو رہی تھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی شہید ہو گیا ہے، اُن کے دلوں میں ندامت پیدا ہو چکی تھی کہ ہم اپنے خاوندوں اور بھائیوں پر تو رو رہی تھیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی پر رونے والا کوئی نہیں اس لئے یہ رونا محبت و عشق کا رونا تھا اور سچا جوش اِس میں پایا جاتا تھا۔ اتنے میں ایک صحابیؓ وہاں آ گئے اور کہا چپ کرو چپ کرو، روؤ نہیں کیونکہ اس طرح رونے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں کرتے۔ عورتوں نے اُسے جواب دیا۔ جا جا، اپنے گھر بیٹھ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی شہید ہو جائے اور ہم نہ روئیں۔ جب وہ عورتیں رونے سے باز نہ آئیں تو وہ صحابیؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مَیں نے ان کو بہت منع کیا ہے لیکن وہ رونے سے باز نہیں آتیں۔ آپ نے فرمایا جانے دو رو رو کر خود خاموش ہو جائیں گی۔ آپ نے اس موقع پر یہ الفاظ بیان فرمائے اُحْثُ التُّرَابَ عَلٰی وُجُوْھِھِنَّ [۲۴] کہ ان کے مونہوں پر مٹی ڈالو مطلب یہ تھا کہ ان کو چھوڑ دو۔ پنجابی میں بھی کہتے ہیں کہ ’’اِس نوں کھیہہ کھان دے‘‘۔ مطلب یہ کہ اس کو چھوڑ دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابیؓ کوئی زیادہ ذہین نہ تھے اُنہوں نے اُحْثُ التُّرَابَ عَلٰی وُجُوْھِھِنَّ کے الفاظ سُنے اور واپس آ کر اپنی چادر میں مٹی ڈالی اور عورتوں کے مونہوں پر ڈالنی شروع کر دی۔ حضرت عائشہؓ نے دیکھ لیا اور اُس صحابیؓ سے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُحْثُ التُّرَابَ عَلٰی وُجُوْھِھِنَّ ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اِس سے آپ کا منشاء کیا ہے؟ آپ کا منشاء یہ ہے کہ ان کو چھوڑ دو وہ خود بخود خاموش ہو جائیں گی۔ اب دیکھو!

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فقرہ کو ایک صحابیؓ مرد نہیں سمجھ سکا لیکن حضرت عائشہؓ اس کو سمجھ گئیں۔ پس کوئی صیغہ دین کا اور قربانی کا ایسا نہیں تھا جس میں عورتیں پیچھے ہوں۔

جن عورتوں کی مثالیں مَیں نے تمہارے سامنے بیان کی ہیں وہ بھی عورتیں ہی تھیں۔ فرق صرف اِتنا ہے کہ وہ تمہاری طرح نازک اندام نہ تھیں اور وہ اپنے فرائض کو سمجھنے والی تھیں۔ اگر تم چاہتی ہو کہ انہی انعامات کی وارث بنو جو صحابہؓ اور صحابیات پر ہوئے تو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اَب باتیں کرنے کے دن نہیں رہے اَب ہر دن جو مسلمانوں پر چڑھتا ہے ان کے لئے زیادہ سے زیادہ آفتیں اور مصائب لاتا ہے اور جو آئندہ مردوں پر آئیں گی اُس میں تم بھی اسی طرح شریک ہوگی جس طرح مرد ان مصائب میں حصہ دار ہوں گے۔

کابل میں جو احمدی شہید کئے گئے ان میں سے اکثر کی بیویوں اور بچوں کو سخت سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ عورتیں بیوہ ہوگئیں اور بچے یتیم ہوگئے اور ایک لمبے عرصہ تک انہیں قید کی مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اسی طرح اگر آئندہ زمانہ میں احمدیت کے لئے مصائب پیدا ہوں گے تو اس میں تم بھی برابر کی حصہ دار ہوگی۔ پس ہوشیار ہو جاؤ اور سُستیوں کو ترک کرو۔ جب تک عورتیں مردوں کے ساتھ ہر کام میں اُن کے دوش بدوش نہیں چلتیں اُس وقت تک تبلیغ کامیاب نہیں ہوسکتی اور اُس وقت تک اسلام دنیا پر غالب نہیں ہوسکتا۔

مجھے یہاں کی لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری سے یہ بات سن کر بہت تکلیف ہوئی کہ عورتیں دینی کاموں میں بہت کم حصہ لیتی ہیں اور لجنہ کے اجلاس میں بہت کم عورتیں حاضر ہوتی ہیں۔ اکثر عورتیں یہ کہہ دیتی ہیں کہ ہمیں اپنے کاموں سے فرصت نہیں ہوتی، بعض کہہ دیتی ہیں کہ ہمارے مرد ہمیں باہر نہیں نکلنے دیتے، کیا تم سمجھتی ہو کہ تمہارا ایمان تمہارے خاوندوں اور تمہارے بھائیوں کے ماتحت ہے۔ ایسے موقع پر تمہیں چاہئے کہ اگر تمہارا بھائی یا تمہارا خاوند تمہیں دینی کاموں میں حصہ لینے سے روکے تو تم اُسے صاف کہہ دو کہ اِس معاملہ میں مَیں تمہاری بات ماننے کو تیار نہیں مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب مَیں نے دینا ہے نہ کہ تم نے۔

جب پردے کا حکم نیا نیا نازل ہوا تو ایک صحابیؓ نے ایک شخص سے درخواست کی کہ مَیں آپ کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص رضامند ہوگیا لیکن شادی کرنے والے نے یہ

شرط لگائی کہ جب تک مَیں لڑکی کو دیکھ نہ لوں اُس وقت تک شادی نہیں کروں گا۔ جب اُس نے یہ شرط پیش کی تو لڑکی والے نے انکار کر دیا کہ ہم لڑکی دکھانے کے لئے تیار نہیں۔ وہ صحابیؓ جو شادی کا خواہشمند تھا وہ رسول کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ایک آدمی شادی کرنا چاہتا ہے لیکن لڑکی والے، لڑکی دکھانے سے انکار کرتے ہیں ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اسلام نے عورتوں کے لئے پردے کا حکم دیا ہے لیکن شادی کے موقع پر اسلام نے اجازت دی ہے کہ مرد عورت کو دیکھ سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب سن کر وہ شخص پھر لڑکی والوں کے پاس گیا اور کہا کہ مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایسے موقع پر عورت کا منہ دیکھنا جائز ہے۔ لڑکی کے باپ نے کہا جائز ناجائز کا سوال نہیں مَیں لڑکی دکھانے کو تیار نہیں اِس میں میری ہتک ہے۔ لڑکی نے اندر بیٹھے ہوئے اِن دونوں کی گفتگو کو سُن لیا اور جوش سے پردہ ایک طرف کر کے اُس مرد کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور کہا اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے تو میرے باپ کا کوئی حق نہیں کہ مجھے دکھانے سے انکار کرے مَیں تمہارے سامنے کھڑی ہوں مجھے دیکھ لو۔ چونکہ اُس وقت مردوں اور عورتوں میں اعلیٰ درجہ کا ایمان پایا جاتا تھا جونہی وہ لڑکی یہ کہتے ہوئے سامنے آئی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں تو میرے باپ کا کیا حق ہے کہ مجھے دکھانے سے انکار کرے اُس شخص کی آنکھیں معاً رُعب سے نیچے جھک گئیں۔ اُس نے کہا جس لڑکی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اِس قدر پاس ہے خدا کی قسم! مَیں اُس سے بے دیکھے شادی کروں گا۔ چنانچہ اُس شخص نے اُس لڑکی سے بے دیکھے شادی کی۔ یہ وہ عورتیں تھیں جن کے دلوں میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت تھی۔

پس تمہارے باپ یا تمہارے بھائی کی تم پر اُس وقت تک حکومت ہے جب تک وہ دین کے رستے میں روک نہیں بنتے لیکن اگر وہ تمہیں دینی کاموں میں حصہ لینے سے روکتے ہیں اور تم اُن کی بات مان لیتی ہو تو تم نے خدا کی بجائے اپنے بھائی یا اپنے خاوند کو اپنا خدا سمجھا اور تم نے نیکی حاصل کرنے کی بجائے گناہ کا ارتکاب کیا اور ایمان دار بننے کی بجائے تم بے ایمان بن گئیں۔ تم کو سب سے زیادہ عزیز اپنا ایمان ہونا چاہئے اور اپنے ایمان کے مقابلہ میں کسی کی

پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ سید احمد صاحب بریلویؒ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے مجدد تھے جب وہ حج کے لئے گئے تو اُن کے قافلہ میں سَو کے قریب ایسی عورتیں بھی تھیں جو کہ کبھی گھر سے باہر بے پردہ نہ نکلی تھیں۔ جب وہ باہر جاتیں تو اُن کے کمرے میں ڈولی لے جائی جاتی اور وہ وہیں سے سوار ہو کر باہر نکلتیں اور اگر کبھی انہیں ایک گلی سے دوسری گلی میں جانا ہوتا تو پہلے بہت سے پردے کئے جاتے تب وہ اس جگہ سے گزرتیں یہ سَو عورتیں جب حج کے لئے مکہ پہنچیں اور خانہ کعبہ میں طواف کا وقت آیا تو سید احمد صاحب نے کہا اے بہنو! جس خدا کا یہ حکم تھا کہ تم پردہ کیا کرو اسی خدا کا اب یہ حکم ہے کہ تم یہاں طواف کے وقت پردہ نہ کرو۔ تاریخ بتاتی ہے کہ تمام کی تمام عورتوں نے اُسی وقت نقاب چہرہ پر سے اُلٹ دیئے اور کوئی ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ یہ ایمان تیرھویں صدی کی عورتوں میں تھا جن کے پاس نور کا ایسا سرچشمہ نہ تھا جیسا تمہارے پاس ہے اور انہوں نے اس قدر نشانات اور معجزات نہیں دیکھے تھے جتنے تم نے دیکھے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تم سُستی کو ترک نہیں کرتیں۔ اگر تم تبلیغ نہیں کرو گی تو اَور کون کرے گا۔ مرد تو عورتوں کو اُن کے پردہ کی وجہ سے تبلیغ نہیں کر سکتے اگر تم بھی اُن کو تبلیغ نہ کرو تو عورتوں میں احمدیت کس طرح پھیلے گی۔ جو عورتیں بے پردہ ہو چکی ہیں اُن کو دین سے کوئی دلچسپی نہیں رہی وہ تو بے دین ہو چکی ہیں اور نہ ہی دینی باتیں سُننے کے لئے تیار ہیں دین کی باتیں پردہ دار عورتیں ہی زیادہ کر سکیں گی اور اُن تک تم ہی پہنچ سکتی ہو۔ پس تم پر بھی تبلیغ اسی طرح فرض ہے جس طرح مردوں پر فرض ہے اگر تم دینی کاموں میں مردوں کے ساتھ ساتھ نہیں چلو گی تو تم جماعت کا مفید جزو نہیں بلکہ پھوڑے کی طرح ہو گی جو انسان کو اس کے فرائض سرانجام دینے سے روک دیتا ہے۔ پھوڑا نکلنے کی وجہ سے بے شک کچھ گوشت بڑھ جاتا ہے لیکن وہ جسم کی طاقت بڑھانے کا موجب نہیں ہوتا بلکہ بیماری کی علامت ہوتا ہے اور کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ پھوڑا اُس کے جسم کا جزو بنا رہے اسی طرح ہم بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ہماری عورتیں گندے عضو کی طرح ہمارے باقی جسم کو خراب کریں اگر وہ ایسی رہیں گی تو یقیناً اس قابل ہوں گی کہ انہیں جسم سے علیحدہ کر دیا جائے۔

پس تم اپنی سستیوں اور غفلت کو ترک کرو اور اپنے آپ کو احمدیت کے لئے ایک مفید جزو

بناؤ اور تم کو یہ عزم کر لینا چاہئے کہ یا تو ہم احمدیت قائم کر دیں گی یا مر جائیں گی جب تک تم یہ عزم نہیں کرتیں اُس وقت تک تم احمدیت کے لئے مفید وجود ثابت نہیں ہو سکتیں۔ تم پر جو ذمہ داریاں ہیں اُن کو پورا کرنے کی کوشش کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک کامیاب خادم کی حیثیت میں کھڑی ہو اور اِس کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے اندر ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کرو جس کو تم بھی اور تمہارے ہمسائے بھی اور باقی دنیا بھی محسوس کرے کہ اب تم میں ایک نئی روح پھونکی گئی ہے۔ تم خود بھی دین سیکھو اور اپنی اولادوں کو بھی دین سکھاؤ اگر تم خود دین نہیں سیکھو گی تو دوسری عورتوں کو تبلیغ کس طرح کرو گی۔ تمہیں تبلیغ کا اس قدر شوق ہونا چاہئے کہ اگر تمہیں ایک مکان میں رہتے رہتے دو سال گزر جائیں اور تمہاری تبلیغ وہاں مؤثر ثابت نہ ہو تو تمہیں چاہئے کہ اپنے بھائی یا اپنے خاوند سے کہو کہ اب کسی اور محلّہ میں مکان لو تا کہ ہم کسی دوسری جگہ چل کر احمدیت کو پھیلائیں۔

پس مَیں امید کرتا ہوں کہ وقت نکلنے سے پہلے تم اپنے نفسوں کی اصلاح کرو گی اور اپنی آخرت کی فکر کرو گی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے دلوں کی اصلاح کرے اور تمہاری جہالتوں اور بے ایمانیوں کو دور کرے تا کہ تم پکی مؤمن بن جاؤ اور ہمارے لئے بھی عزت کا موجب بنو۔ اس کے بعد مَیں دعا کروں گا تم بھی میرے ساتھ شامل ہو جاؤ تا کہ تمہارے دلوں کے زنگ دور ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو کر پیش ہو سکو۔ آمین

---

۱ النساء: ۲

۲ پیدائش باب ۲ آیت ۲۱، ۲۲ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور مطبوعہ ۱۹۲۲ء

۳ النساء: ۶۰

۴ بخاری کتاب النکاح باب المراءۃُ راعیۃ فی بیت زوجھا

۵ اَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ (الجن: ۲۰)

۶ متی باب ۱۲ آیت ۳۹، ۴۰ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور مطبوعہ ۱۹۲۲ء

۷ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (الاحزاب: ۷)

۸، ۹ اسد الغابۃ جلد ۴ صفحہ ۴۴ مطبوعہ ریاض ۱۲۸۶ ھ

۱۰؎ السیرة الحلبیة جلد ا صفحہ ۲۶۱۔ مطبوعہ مصر ۱۹۳۲ء

۱۲؎ السیرة الحلبیة جلد ا صفحہ ۳۶۸۔ مطبوعہ مصر ۱۹۳۲ء

۱۳؎ اسد الغابة جلد ۵ صفحہ ۳۹۲۔ مطبوعہ ریاض ۱۲۸۰ھ

۱۴؎

۱۵؎ شرح مواھب اللدنیة جلد ا صفحہ ۳۵۹۔ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ

۱۶؎ سیرت ابن ھشام جلد ۳ صفحہ ۱۰۵۔ مطبوعہ مصر ۱۹۳۶ء

۱۷؎ السیرة الحلبیة جلد ۲ صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸ مطبوعہ مصر ۱۹۳۵ء

۱۸؎

۱۹؎

۲۰؎ تکملہ مجمع البحار جلد ۴ صفحہ ۵۸ حرف الزاء مطبوعہ لکھنؤ

۲۱؎

۲۲؎ اسد الغابة جلد ۲ صفحہ ۲۲۵۔ مطبوعہ ریاض ۱۲۸۵ھ

۲۳، ۲۴؎ بخاری کتاب المغازی باب غزوة موتة من ارض الشام